Lesson 11 B. Al-Baqarah (Ayaat 83 - 86): Day 48 سُوۡرَةُ البَقَرَة کی تفسیر

مرکزی خیال: آج کا سبق تورات کا حصّہ ہے۔ تورات اور انجیل بدل چکی ہیں۔ آج بھی اُس میں اللہ تعالیٰ کے کلام کا حصہ ہے لیکن ہمیں علم ہی نہیں ہے کہ کہاں سے کیا تبدیل ہو چکا ہے۔ یہود اور نصاریٰ ساری تورات اور انجیل تو نہیں بدل سکے تھے کیونکہ پھر تو وہ فکشن بن جاتا۔ اس لئے کچھ لوگ جن کو یہ جاننے کا شوق ہوتا ہے کہ انجیل اور تورات کیسی تھیں۔ اُن کے لئے یہ آیات خاص ہیں کیونکہ یہی سبق تورات میں بھی دیا گیا تھا۔ وہ حصے جن کا ہم سے آج بھی تعلق ہے اور جو تورات میں اور انجیل میں تھے، وہ ہمیں قرآن پاک میں مل جاتے ہیں۔ اب ہُوا یہ تھا کہ جب انہوں نے تورات اور انجیل سے کچھ چیزیں نکالیں تو وہ ان کی زندگی سے نکل گئیں۔

آیت ۸۳ تورات کے احکام میں سے ہیں۔ بنیادی چیزیں کبھی بھی نہیں بدلیں۔ یہ احکامِ عشرہ میں سے ہیں۔ جن کو۔ 10 commandments بھی کہتے ہیں۔ آج یہود جو مسلمانوں پر باتیں کرتے ہیں دراصل اُن کو بھی یہی احکامات دیے گئے تھے۔ بنی اسرائیل نے اپنی کتابوں کے ساتھ کیا کیا اُن کا روّیہ بھی دیکھیں گے۔ اور اس سبق کے دوران یہ ذہن میں رہے کہ بات تو یہود کی ہو رہی ہے لیکن ہم مسلمان کیا کر رہے ہیں۔

آیت ۸۳ بہت سادہ ہے۔ یہ احکام قرآن میں بہت دفعہ آئیں گے اور ان پر بات ہوتی رہے گی۔ اپنے دین کی خوبصورتی کو محسوس کریں۔ کسی بھی دین کا نکتہ آغاز اللہ کو ماننے سے ہوتا ہے۔

وَاِذۡ اَخَذۡنَا مِيۡثَاقَ بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ لَا تَعۡبُدُوۡنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا وَّذِى الۡقُرۡبٰى
وَالۡيَتٰمٰى وَالۡمَسٰكِيۡنِ وَقُوۡلُوۡا لِلنَّاسِ حُسۡنًا وَّاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ ثُمَّ
تَوَلَّيۡتُمۡ اِلَّا قَلِيۡلًا مِّنۡكُمۡ وَاَنۡتُمۡ مُّعۡرِضُوۡنَ ﴿۸۳﴾

اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں کے ساتھ بھلائی کرتے رہنا اور لوگوں سے اچھی باتیں کہنا، اور نماز پڑھتے اور زکوٰة دیتے رہنا، تو چند شخصوں کے سوا تم سب (اس عہد سے) منہ پھیر کر پھر بیٹھے۔

'اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا'۔ یہ عہد اُن سے تورات میں لیا گیا جیسے ہم مسلمانوں سے بھی لیا گیا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرینگے۔ عبادت کا حکم دے کر یہ بتادیا کہ بنی اسرائیل کو بھی وہی احکامات دیۓ گئے جو آج مسلمانوں کو بھی دیۓ گئے ہیں: عبادت کس طرح کی جاتی ہے۔ عبادت چار طریقوں سے ہوتی ہیں۔

1. بدنی عبادت۔ جسم سے کرتے ہیں۔ وضو۔ نماز۔ روزہ
2. لسانی عبادت۔ ذکر۔ دعائیں۔ تبلیغ۔ یعنی زبان شامل ہوتی ہے۔
3. قلبی عبادت، یعنی جو چیز دل سے کریں۔ جیسے توکّل، شکر، اللہ سے محبت۔ انسان کا تقدیر پر راضی ہونا۔
4. مالی عبادت: جس میں انسان کا مال لگتا ہے۔ زکٰوة، صدقہ۔ اللہ کی راہ میں دینا۔

پہلا سبق ہی بندگی کا ہے۔ ہم خود کو مسلمان کہتے ہیں۔ کیا اللہ صرف ہمارے کہے کو مان لے گا یا ہمیں اپنے عمل سے بھی اس کا اظہار کریں گے۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے عبادت کیسے کریں؟

کبھی دل نہیں کرتا کہ نماز پڑھیں؟ کبھی تو دل عبادت کی طرف جاتا ہے ہم بھاگ کر پڑھتے ہیں۔ تو ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟

اللہ کے رسولؐ نماز کے بعد یہ دعا فرماتے تھے۔

تو ہمیں چاہیئے کہ ہم دعائیں کریں، اللہ سے توفیق مانگیں۔ جس کو بھی عبادت کرنا مشکل لگے، دعائیں کریں۔ تا کہ عبادت میں دل لگے۔

ایمان بڑھائیں۔ یعنی جس کی بڑائی کو ہم مان لیں۔ پھر خود ہی دل کرے گا کہ ہم اللہ کی بڑائی کو محسوس کریں۔ ایسے کام کریں کہ ایمان بڑھے۔

جیسے کوئی گانا سنیں گے تو گانے والی اچھی لگے گی یا کسی پینٹنگ کو دیکھیں گے تو آرٹسٹ اچھا لگے گا۔ اسی طرح اللہ کا شاہکار یہ کائنات ہے۔ اس پر غور و فکر کریں۔ چاند پر، سورج پر۔ قدرتی چیزوں کے قریب ہو جائیں۔ باغیچے میں بیٹھ جائیں۔ اللہ سے محبت ہو گی۔ اللہ کی معرفت ہو رہی ہے۔ لیکچر سنیں۔ تفسیر سنیں۔ اللہ کے اسمائے حسنہ کی آڈیوز سنیں۔

اپنے آپ کے ساتھ پلان کر لیں کہ ہفتے میں ایک دفعہ اللہ کے ایک نام پر غور و فکر کروں گی۔ نورالقرآن کی ویب سائٹ سے اِس کو تفسیر سن لیں۔ اللہ سے پیار عبادت کی اصل ہے۔ جس سے محبت کرتے ہیں تو اس سے ملاقات کرنے کو دل چاہتا ہے۔ جب دل میں اللہ کی قدر آ جائے گی تو اس کی عبادت میں مزہ آئے گا۔

اللہ کے بندوں سے پیار کریں۔ اللہ کے بندوں پر غور و فکر کریں۔ جب انسان کو اللہ سے محبت ہو جاتی ہے تو وہ دوسروں کے آگے نہیں جھک سکتا۔

یہ کلمہ اس طرح بھی ہو سکتا تھا کہ اللہ کی عبادت کرو۔ جیسے ہم کلمہ پڑھتے ہیں یہاں یہ بتایا جا رہا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق ہی نہیں ہے۔ انسان کی عبادت صرف اللہ کے لئے ہو گی۔

کیا اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کرتی ہوں؟ اپنا جائزہ لیں؟ جسمانی، زبانی۔

ہندو تو ایک بت آگے بٹھاتے ہیں۔ ہم نے اپنے آگے کتنے بت بٹھائے ہیں؟

اپنا علاج کریں۔ اور دعا کریں کہ اللہ ہماری اصلاح کر دے۔ عملی اظہار کیسے ہو گا؟ وہ احکامات آگے آ رہے ہیں۔

گویا کہ آپ کہہ لیں لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰہَ میں اللہ کی معرفت بھی مل گئی۔ اللہ کی قدر کا بھی پتا چل گیا۔ اللہ سے پیار ہو گیا اور اللہ کا شکر ہو گیا کہ وہ ہمیں یہاں لے آیا۔ اب اس کا اظہار بندوں کے ساتھ تعلقات سے ہو گا۔ اگر آپ آج کے سبق کا ٹاپک لکھیں 'ادھوری تفسیریں' تو ٹھیک ہو گا۔ آدھے نوٹ سے کچھ نہیں ملیگا۔ اگر آپ کے پاس پچاس کا نوٹ ہے اور آپ سوچیں گورنمنٹ پچیس کا نوٹ نہیں بنا رہی تو میں پچاس کو درمیان سے کاٹ کر دو بنا لیتی ہوں۔ جس طرح اب یہ آدھا کٹا ہُوا نوٹ پچیس تو ایک طرف پانچ کا بھی نہیں رہا اسی طرح آدھے دین سے جنّت نہیں ملیگی۔

بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے فُل پیکج دیا تھا۔ جس طرح ہمیں ایک مکمل دین دیا ہے۔

لیکن جب مذہبی زوال آتا ہے اور نام کے دین دار لوگ آدھا پیغام ہی دیتے ہیں اور دنیا دار اُن کے پیچھے چل رہے ہوتے ہیں۔ وہ ادھورے دین سے پوری جنّت لینا چاہتے ہیں۔ کچھ لوگ اللہ کی عبادت تو پوری کرتے ہیں لیکن انسانی معاملات میں فیل۔ انسانوں کی خیر خواہی کا جذبہ ہی نہیں ہوتا۔

اسے لئے اللہ نے یہاں فرمایا؛ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا۔ ماں باپ کے ساتھ احسان کرو۔ یہاں نوٹ کریں یہ نہیں کہا گیا کہ والدین کو اُن کو حق دو بلکہ کہا گیا ہے کہ اُن پر احسان کرو۔ حق برابری ہوتی ہے۔ لیکن احسان برابری سے بھی بڑھ کر ہے۔ کسی شخص نے حضرت ابنِ عمرؓ سے پوچھا کہ میں نے اپنی بوڑھی ماں کو اپنے کندھوں پر اُٹھا کر حج کروایا ہے، آپ سوچیں ذرا یہ اُس زمانے کا حج ہے۔ کتنا مشکل ہو گا۔ تو کیا میں نے اس کا حق ادا کر دیا ہے؟ انھوںؓ نے فرمایا کہ سارا حق تو ایک طرف تو نے تو اُس ایک دردِ زہ کا بھی حق ادا نہیں کیا جو اُس نے تجھے پیدا ہوتے وقت سہے تھے۔

ماں باپ کے ساتھ احسان کیسے ہو؟ کیا طریقہ ہے پھر؟

1. ماں باپ کو اپنی جنّت سمجھنا
2. دِل میں ان کے لئے شکر گزاری رکھنا۔ ماں باپ کی قدر کریں۔ ان کے ساتھ اونچی آواز سے نہ بولیں، نہ چیخ کر نہ غصے سے۔ جب تک اللہ کی قدر نہیں ہو گی ہم صحیح طرح اس کی عبادت نہیں کر سکیں گے۔ جب تک والدین کی قدر نہیں ہو گی، اُن پر احسان بھی نہیں کرینگے۔ ٹھیک ہے اب ہم کمانے لگ گئے ہیں، اپنے پیروں پر کھڑے ہو گئے ہیں۔ اب ہمیں اُن کی ضرورت نہیں ہے۔ شکر گزاری وہ چشمہ ہے جہاں سے اطاعت پھوٹتی ہے۔ اگر ہم شوہر کی ناشکری کرینگی تو اس کی بات نہیں مانیں گی، والدین کی ناشکری کرینگی تو ان کی بات نہیں مانیں گی۔

3. والدین کو وقت دینا۔ ہم بے جان چیزوں سے اپنے بوڑھے ماں باپ کو بہلاتے ہیں۔ کبھی کوئی تحفہ لے دیا۔ کبھی کچھ بھیج دیا۔ پرس دے دیا۔ ان کو آپ چاہئے۔ اُن کے پاس بیٹھیں۔ وہ آپ کے ساتھ بیٹھنا، بات کرنا چاہتے ہیں۔ آپ چاہے جہاں مرضی پہنچ جائیں، یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کریں یا اونچے عہدے پر پہنچ جائیں۔ نیک اولاد اپنے والدین کو وقت دیتی ہے۔ یہ نہیں کہ گھر آکر اپنی دنیا میں کھو جائیں۔ چاہے پانچ تو دس منٹ ہی بات کریں۔ اگر والدین دور ہیں تو اُن کو فون کرلیں۔ آج تو دنیا کے فاصلے ویسے بھی سمٹ گئے ہیں۔ اُن کے ساتھ وٹس آپ، سکائپ، کسی بھی طرح رابطے میں رہیں۔

4. اُن کو بیوقوف نہ سمجھیں۔ کہ ماں باپ کو سمجھ ہی نہیں۔ بعض مائیں بھی بہت سیدھی ہیں۔ جب بچے اکڑتے ہیں تو اور پیچھے پھرتی ہیں کہ کھانا کھالو۔ جو بچے نخرے کریں ان کو وہیں چھوڑ دیں۔ مت خراب کریں بچوں کو۔ جو بچے چیخ کر بولیں، اُن کو جواب ہی نہ دیں۔ ہمارے رشتے دار ایک بہت اچھے سکالر ہیں، جب ان کے بچے چھوٹے تھے تو وہ اپنے بچوں کو سکھاتے تھے کہ امّی سے کیسے بات کرنی ہے۔ انھوں نے بیوی کو سختی سے منع کیا تھا کہ اگر بچے بدتمیزی سے بات کریں تو بات کا جواب نہیں دینا۔ خود وہ سکالر، اپنے بچوں کے سامنے اپنی ماں (بچوں کی دادی کی) خدمت کرتے۔ ماں کے آگے کندھے جھکا کر بیٹھتے۔ ٹشو پیپر سے ماں کی ناک اور آنسو صاف کرتے۔ ہمارے بچے ہمیں دیکھتے ہیں۔ آپ انتظار کریں، آپ کو خود نظر آئے گا کہ آپ نے اپنے والدین کے ساتھ کیا کیا۔ آگے چل کر اس موضوع پر مزید بات ہو گی۔

بدبخت ہے وہ اولاد جو اپنے والدین کی دعائیں نہیں لیتی۔ حضرت ابنِ جریجؒ جنگل میں عبادت کے لئے چلے گئے۔ ماں ان سے ملنے آتی تو یہ نماز پڑھ رہے ہوتے تھے۔ دل میں سوچتے نماز

پڑھوں یاماں سے بات کروں اتنے میں ماں واپس چلی جاتی۔ماں کو علم ہی نہیں تھا کہ وہ عبادت میں ہیں۔دوسری دفعہ بھی یہی ہوا اور پھر تیسری دفعہ جب ماں ملنے کے لئے آئی اور پھر یہی ہُوا۔توماں جاتے جاتے بددعادے گئی کہ اے جریجؒ تجھے موت نہ آئے جب تک توکسی فاحشہ کامنہ نہ دیکھ لے۔اللہ کا کرنا دیکھیں۔کہ ابنِ جریجؒ اپنے حجرے میں عبادت کررہے تھے کہ باہر شور کی آواز آئی۔آپ نے دروازہ کھول کر دیکھا کہ ایک عورت ہے اور اُس کی گود میں ایک نوزائیدہ بچہ ہے۔لوگ اس کومار رہے تھے اور پوچھ رہے تھے کہ بتا یہ کس کا بچہ ہے۔اُس عورت نے ابنِ جریجؒ کی طرف اشارہ کرکے کہہ دیا کہ یہ اس کا بچہ ہے۔لوگوں نے اس کو چھوڑ دیااور ابنِ جریجؒ کو پکڑ کر مارنا شروع کر دیا کہ اچھا ویسے توبڑاعبادت گزار بنتا ہے۔اندر سے ایسا ہے اور اس کی کٹیا توڑ دی۔انھوں نے اللہ سے دعا کی کہ 'یااللہ تجھے پتاہے میں بے گناہ ہوں تومیری بے گناہی ثابت کر۔' اللہ کے حکم سے اُس عورت کی گود کا بچہ بول اُٹھا

5. (تین بچے گود میں بولے تھے،ایک عیسیٰؑ،ایک یوسفؑ کی گواہی دینے والا اور ایک یہ بچہ) کہ میں جریجؒ کا نہیں فلاں گڈریے کا بچہ ہوں۔یعنی اس عورت کے گڈریے کے ساتھ تعلقات تھے۔اب گاؤں کے لوگ شرمندہ ہوئے۔اور ابنِ جریجؒ سے پوچھنے لگے کہ اگر آپ کہیں تو آپ کی کٹیا کو سونے کا بنادیں۔آپ نے فرمایانہیں جیسی تھی ویسی بنا دو۔اور فرمایا کہ یہ اصل میں میری ماں کی بددعا تھی،اس نے کہا تھا کہ تمھیں موت نہ آئے جب تک تم کسی فاحشہ عورت کا منہ نہ دیکھ لو۔یہ میرا اور میری ماں کا معاملہ ہے۔ایک سکالر سے میں نے سنا تھا کہ آج یہ مرد اور عورتیں جو سکرینوں پر فحش مرد اور عورتوں کو دیکھتے ہیں یہ ماں کی بددعائیں لگی ہوئی ہیں۔آج جو ہم بے ہودگی اپنے اردگرد دیکھتے ہیں تو شائد اس کی ایک وجہ ماں باپ کی

نافرمانی بھی ہے۔ اگر آج کوئی نوجوان اپنے آپ کو کسی فحش کام میں دیکھے تو اللہ سے توبہ کریں اور والدین سے معافی مانگے۔ والدین کی دعائیں بہت دور تک لے کر جاتی ہیں۔ (ماں باپ میری جنّت کے نام سے نورالقرآن ویب سائٹ پر لیکچر ہیں اور چھ سی ڈی کا سیٹ بھی ہیں اگر آپ سُننا چاہیں) ایک ٹاپک ماں کی دعا جنّت کی ہوا بھی ہے۔ ہم ماں باپ کی غلط بات تو مان لیتے ہیں لیکن احسان کم ہی کرتے ہیں۔ تو اگر والدین زندہ ہیں تو ان کے ساتھ بہترین احسان کا معاملہ کریں۔ اگر وہ اس دنیا سے چلے گئے ہیں تو ان کی مغفرت کی دعا کریں۔ خود نیکیاں کریں اور ان کے لئے صدقہ جاریہ بنیں۔ میں نے ایک لیکچر میں دالدین کے ساتھ اٹھارہ یا اکیس احسان کے طریقے بتائے تھے۔

وَّذِی الۡقُرۡبٰی وَالۡیَتٰمٰی وَالۡمَسٰکِیۡنِ۔ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں کے ساتھ بھلائی کرتے رہنا۔ ان تینوں کے صرف نام لئے گئے۔ مفسّرین کہتے ہیں کہ ان کے ساتھ بھلائی کا حکم ہے اور بعض مفسّرین کہتے ہیں کہ ان کے ساتھ بھی احسان کا معاملہ کریں کیونکہ احسان کے ساتھ ہی ان کا بھی ذکر آیا ہے۔ رشتے داروں سے کیا ملتا ہے؟ باتیں سنائی جاتی ہیں۔ عموماً قرابت دار ہمیں وہ نہیں دیتے جو ہمیں دوسرے لوگوں سے مل جاتا ہے۔ دوسروں کے لئے ہم اجنبی ہوتے ہیں۔ وہ قدر کرتے ہیں۔ بعض اوقات سگے بھائی بہن ستاتے ہیں۔ اگر آپ صبر کریں تو آپ خوش قسمت ہیں۔ کیونکہ ایسے ستانے والے رشتے دار آپ کے لئے صبر کے ٹوکن ہیں۔ آپ کو مبارک ہو کہ آپ کے لئے اجر کا سبب بن گیا۔ آپ اللہ سے دعا کریں کہ آپ سے راضی ہو جائے۔ آپ یہ نہ کہا کریں کہ وہ میرے ساتھ کرینگے تو میں بھی ان کے ساتھ کرونگی۔ آپ اپنے معاملات صحیح رکھیں۔

ہم اس پر سورۃ نساء میں بات کرینگے۔ اگر کوئی رشتے دار ہمسائے ہوں تو ان کا درجہ اور بھی بڑھ جاتا ہے۔ دوسروں کے ساتھ اچھا بننا بہت آسان ہے۔ اپنے لوگوں کے ساتھ اچھا معاملہ کرنا مشکل ہے کیونکہ ان کی باتیں اور طعنے ہمیں برے لگتے ہیں۔

پھر آگے ہے یتیموں کے ساتھ احسان کا معاملہ کرنا۔ ان سے ہمیں کچھ نہیں ملنا ہوتا۔ وہ گھر خوش قسمت ہے جہاں یتیم پرورش پا رہا ہے۔ یتیم کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرنے والے کو اُتنی نیکیاں ملتی ہیں جتنے یتیم کے سر پر بال ہیں۔ اگر ہم صحیح مومن بن جائیں تو ہماری ترجیحات بدل جائیں۔ اگر ہم سے ہو سکے تو یتیم بچہ پال لیں۔ ہم اپنے ارد گرد جو ضرورت مند اور مسکین لوگ دیکھتے ہیں یہ ہمارے لئے نیکیوں کے مواقع ہیں مگر ہم لاعلمی کی وجہ سے ان کو ضائع کر دیتے ہیں۔ دوست کے بچّے کو پچاس پونڈ کا تحفہ دینا تو آسان ہے۔ ہمیں پتا ہے کل کو وہ ہمارے بچّے کو دیگی۔ اب ہم خود سوچیں کہ ہم اپنے بھائی یا بہن کے بچے سے اس لئے محبت کرتے ہیں کہ وہ خوبصورت ہے؟ نہیں۔ کچھ بھی خوبصورت نہ ہو تب بھی ہم ان سے پیار کرتے ہیں۔ ہم بھائی بہن کی وجہ سے ان کے بچوں سے محبت کرتے ہیں تو کیا اللہ کی وجہ سے اس کی مخلوق سے پیار نہ کریں؟ اللہ کی محبت اور اس کی بندگی میں اُس کے بندوں سے پیار کرنا، بندوں کی خیر خواہی کرنا بھی شامل ہے۔ جس دن ہمیں یہ بات سمجھ آگئی اس دن ہم دوسروں کو کھانا بھی اللہ کو خوش کرنے کے لئے کھلائیں گی۔ ہمارا لین دین بھی اللہ کے لئے ہو گا۔

اللہ کے نبی پاکؐ کی ایک روایت ہے کہ اس کا دین مکمل ہو گیا جس نے دیا تو اللہ کے لئے دیا جس نے روکا تو اللہ کے لئے روکا، پیار کیا تو اللہ کے لئے۔ رشتے داروں سے معاملہ صرف اللہ کے لئے ہو۔

(مختلف حدیثوں کے پیغام)

یعنی ایک مکمل لائف سٹائل ہے۔ جو کریں اللہ کی خاطر کریں۔

آپؐ نے فرمایا یتیم کی کفالت کرنے والا روزِ قیامت میرے ساتھ اس طرح ہو گا (پھر آپ نے اپنی شہادت کی انگلی اور درمیان والی انگلی کو ملا کر دکھایا کہ اس طرح قریب ہونگے۔) صحابہ کرامؓ اس بات کہ تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یعنی ساتھ ساتھ ہونگے کچھ بیچ میں نہیں ہو گا۔ بعض کہتے ہیں کہ درمیان والی انگلی تھوڑی لمبی ہوتی ہے تو نبی پاکؐ کا درجہ وہ ہو گا اور شہادت کی انگلی تھوڑی چھوٹی ہوتی ہے تو یتیم کی کفالت کرنے والے کا درجہ تھوڑا سا کم ہو گا۔ اگر رشتے دار یتیم ہو تو اس کے درجے کا کیا کہنا۔ صحابہ کرامؓ ایسے بچوں کو ڈھونڈا کرتے تھے۔

مسکین کون ہے۔ روایت سے پتا چلتا ہے کہ مسکین وہ نہیں جس کو ایک یا دو کھجور دے دیں یا ایک دو لقمے دے کر پلٹا دیں۔ حقیقت میں مسکین وہ ہے جو غربت کے باوجود سوال کرنے سے بچے۔ یعنی سفید پوش لوگ۔ اپنی عزّت بچا کر بیٹھنے والا۔ حدیثؐ ہے کہ "بیوہ اور مسکین کی خبر گیری کرنے والا اللہ کی راہ میں لڑنے والے کی طرح ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ اس طرح ہے کہ ایسے عابد کی طرح ہے جو سُست نہ پڑے۔ اور ایسے روزے دار کی طرح ہے جو افطار نہ کرے" (بخاری اور مسلم)

یہ سب کام کرنے مشکل ہیں تو کیوں نہ ہم انسانوں میں ایسے لوگ ڈھونڈ کر اُن کی خبر گیری کریں۔

وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا ۔ اور لوگوں سے اچھی باتیں کہنا۔ اب ایک انتہائی خوبصورت بات کہ لوگوں سے اچھی طرح بات کریں۔ والدین سے، رشتے داروں سے، یتیموں سے، مساکین سے اور باقی سب سے بھی جو مندرجہ بالا کیٹیگری میں نہیں بھی آتے۔ اللہ کی عبادت کے بعد کچھ لوگوں سے

حُسنِ سلوک کی بات آتی ہے۔ نماز اور روزے کی بات بعد میں آئی۔ یہ نفلی عبادت کی بات ہے۔ دین ایک کمپلیٹ پیکج ہے۔ اچھی بات کب کرنی ہے؟ جب دوسرے بھی ہم سے اچھی طرح بات کریں؟ نہیں بلکہ سب سے اچھی بات کیا کرو۔

یہاں النّاس کا لفظ آیا ہے یعنی عام لوگوں سے۔ سب عوام النّاس سے اچھی بات کرو۔ لوگ جیسے بھی بات کریں ہمیں سب سے اچھی طرح بات کرنی چاہئے۔ اچھی بات کے جواب میں بات کرنا تو آسان ہے لیکن بُری بات کے جواب میں اچھی بات کرنا مشکل ہے۔ جتنا ہم زیادہ اچھا سلوک کرینگے دین اور دنیا میں ہمارے درجات بلند ہونگے۔ لوگ ہمیں تنگ بھی کریں تو اچھی طرح بات کریں۔ لوگوں پر احسان کریں۔ جو بد دعا کریں، ان کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔

کوئی اچھا کام کریں تو اُس کا اعتراف کریں اور تعریف کریں۔ خاص طور پر جہاں کوئی مقابلہ بازی ہو۔ مثال کے طور پر اگر کوئی دین کا کام زیادہ اچھا کر رہا ہے یا کوئی خاص خوبی ہے تو تعریف کریں۔ اپنے سے زیادہ قابل کی تو ہم پھر بھی تعریف کر دیتے ہیں یا جو ہم سے اوپر ہو لیکن کمزور اور پسے ہوئے لوگوں کی صلاحیت کا بھی اعتراف کریں۔ اپنی لسٹ بنا لیں کہ سلام میں پہل کریں گے۔ نوکروں کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔ اعلیٰ اخلاص وہی ہو گا کہ چھوٹوں کے ساتھ اعلیٰ رکھیں۔ میکے اور سُسرال دونوں جگہ اچھا سلوک کریں۔ اپنی ساس سے پوچھیں کہ کیسی بہو ہوں؟ نند سے پوچھ لیں کیسی ہوں، شوہر سے پوچھ لیں کیسی بیوی ہوں۔ بچے سے پوچھ لیں کہ کیسی ماں ہوں۔ کم بولیں اور لوگوں کو ہرٹ نہ کریں۔ لوگوں کی انا کو ٹھیس نہ پہنچائیں۔ پیار اور محبت سے پیش آئیں۔

حضرت عتبیؓ نے نبی پاکؐ سے پوچھا کہ مجھے کچھ ایسا بتائیں کہ میری نجات ہو جائے۔ آپؐ نے فرمایا کہ زبان کی حفاظت کرو۔ تمھارے لئے تمھارے گھر میں کشائش ہو (بلاوجہ باہر نہ گھومو پھرو۔ دیکھیں یہ ایک مرد سے کہا گیا ہے تو پھر سوچ لیں عورت باہر گھومتی پھرتی کیسی ہو گی؟) اور اپنے گناہوں پر کثرت سے روؤ۔

اکیلے میں بیٹھ کر اپنے گناہ یاد کریں اور توبہ کریں اور روئیں۔ کم بولیں۔ آپؐ نے فرمایا "دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر ہلکے ہیں اور نامہ ءاعمال میں وزنی ہونگے۔ سبحان اللہ وبحمدہ) "ایک روایتؐ میں آتا ہے کہ "نجات پا گیا وہ جو خاموش رہتا ہے" ایک اور روایتؐ میں آتا ہے کہ "اچھی بات بھی صدقہ ہے"

یہ جو باتیں ہم آج پڑھ رہے ہیں یہ شریعت کی بنیاد ہیں۔ ہم سے پہلے آنے والی شریعتوں کو بھی یہ احکام دیئے گئے تھے۔ ہر نبیؑ کی تعلیم میں یہ باتیں شامل تھیں۔

سورۃ حٰم السجدہ میں اللہ فرماتے ہیں "اُس سے بھی احسن بات کونسی ہے جو اللہ کی طرف بلاتا ہے"

وہاں بھی یہی حُسن والا لفظ استعمال ہُوا ہے۔ سب سے پہلے حسن والی بات "اللہ کی طرف لوگوں کو بلانا ہے۔" اب سوچیں کہ آپ اور میں نے کتنی کوشش کی؟ کتنی فون کالز کیں۔ کتنوں کو جا کر دعوت دی؟ ہم نے اپنے ارد گرد لوگوں کے لئے کیا کیا؟

کبھی طنز نہ کریں۔ خیر خواہی اور بھلائی کی بات کریں۔ اللہ سے تعارف کروا دیں۔ تحقیر یا تمسخر نہ کریں۔ اپنا خلوص ظاہر کریں۔ جذبات کا اظہار کریں۔ آواز میں اُتار چڑھاؤ رکھیں۔ جس کا اندر خوبصورت ہو گا تو زبان خوبصورت ہو گی۔ یہ کتنے خوبصورت احکام تھے جو کل انھیں ملے اور آج ہمیں

ملے ہیں۔ نماز پڑھیں (قائم کریں) وقت کی پابندی کے ساتھ اور جیسے رسول پاک ؐ نے پڑھی۔ یہ نہیں کہ سارا دن جو مرضی کریں اور رات کو آکر اکٹھی پڑھ لیں۔ جواز یہ ہے کہ نوکری کرتے ہیں اس لئے اکھٹی پڑھتے ہیں۔ اللہ کا حق دینا ہے۔ روزے رکھیں جیسے شریعت نے حکم دیا ہے۔

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ۔

توچند شخصوں کے سوا تم سب (اس عہد سے) منہ پھیر کر پھر بیٹھے۔

توکیا ہم نے بھی ان احکام سے منہ پھیرا ہُوا ہے؟ کل یہود نے پھیرا تھا، آج ہمارا کیا حال ہے؟

کچھ باتیں مان لیتے ہیں، کچھ نہیں کرتے۔ تَوَلَّيْتُمْ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے مکمل منہ پھیرا ہُوا ہے کہ ضرورت ہی نہیں ہے۔ کہ بات ہی نا کرو۔ نماز کی ضرورت ہی نہیں۔ حدیث کو مانتے ہی نہیں ہیں۔ اللہ کی نظر میں وہ مسلمان ہی نہیں۔ قَلِيْلًا مِّنْكُمْ یہ وہ لوگ ہیں۔ بیلینسڈ پیپل۔ توازن رکھنے والے لوگ۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خیال رکھنے والے لوگ۔ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ۔ کچھ باتوں کو مان لیتے ہیں۔ یعنی مسلمان تو ہیں لیکن اپنی پسند کی بات مان لیتے ہیں۔

یہاں ہمیں بنی اسرائیل کے زوال کی وجہ بھی سمجھ آگئی۔ اور دین کے احکامات بھی معلوم ہو گئے۔

انھوں نے اللہ کے احکام کو پیچھے ڈالا تو اللہ نے اُن کو پیچھے ڈال دیا۔